جدید مسلم ذہن کے معمار: از صادق حسین طارق۔ ناشر: سعید اینڈ برادرز، پوسٹ بکس ۱۵۵۳، جی پی او، راولپنڈی۔ صفحات: ۲۱۳۔ قیمت ۷۵ روپے۔

مصنف نے قریبی زمانے کی بعض "قابل احترام اور جلیل القدر" شخصیات کے افکار و اعمال کا تعارف اور ان کے کارناموں اور اثرات کا تنقیدی تجزیہ پیش کیا ہے۔ ان میں محمد بن عبدالوہاب، جمال الدین افغانی، سرسید احمد خان، مفتی محمد عبدہ اور علامہ اقبال شامل ہیں۔ مسلمانوں میں مغربی نظریہ قومیت کی اشاعت کے ضمن میں ضیاگوکلپ، مدحت پاشا، کمال اتاترک، سعد زاغلول پاشا، اور کرنل لارنس کا کردار بھی مختصراً زیر بحث آیا ہے۔ اسی طرح سنوسی تحریک، اشتراکیت اور فلسفہ قومیت پر بھی کلام کیا گیا ہے۔

مصنف کا مقصود یہ ہے کہ ایک طرف تو "حقائق" کو سامنے لایا جائے اور دوسری طرف ملت اسلامیہ کے ان "محسنوں کے احسانات" کو اجاگر کیا جائے۔ کوئی شبہ نہیں کہ طارق صاحب بڑی حد تک اپنے مقصد میں کامیاب رہے ہیں۔ انھوں نے زیر بحث شخصیات (و موضوعات) پر ضروری اور مناسب مطالعے کے بعد قلم اٹھایا ہے اور بڑی حد تک معروضی انداز سے بحث کی ہے۔ مصنف کا زاویہ فکر و نظر درست اور خیالات متوازن ہیں، مثلاً یہ کہ محمد بن عبدالوہاب کی دعوت کو سیاسی اغراض کے تحت "وہابیت" کا نام دیا گیا ہے حالانکہ یہ "مسلمانوں میں حقیقی روح پیدا کرنے کی ایک کوشش تھی"۔ سرسید کی اصلاحی کوششوں کے اعتراف کے ساتھ ساتھ، ان کے بعض افکار پر تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ: "سرسید کی مذہبی زندگی اور مذہبی افکار کا پہلو بہت مشکوک اور مشتبہ ہے"۔ اور: "یہ حقیقت ہمیشہ ان کی نظروں سے اوجھل رہی ہے کہ تاریخ ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے کہ کسی قوم نے غیر ملکی حکومت کے سائے میں ترقی حاصل کی ہو۔ پھر جہاں تک ملت اسلامیہ کا تعلق ہے، اس کی ترقی کا اصل ضامن خود اسلام ہے"۔

بعض مقامات پر مصنف کے نقطہ نظر سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا، مثلاً محمد بن عبدالوہاب کی تحریک کے بارے میں وہ کہتے ہیں: "مسلم ذہن پر اس کا بہت بڑا اثر ہوا ہے۔ مسلمانوں کی عادات و اطوار بدلنے کے لیے اس نے بہت مدد دی ہے۔ آج عبدالوہاب کو برا بھلا کہنے کے باوجود بھی لاشعوری طور پر لوگ ان کے پیروکار ہیں۔ عوام قبر پرستی سے دور ہو چکے ہیں اور حقیقی خیالات اور عقائد کی پیروی کرنے لگے ہیں"۔ ہمارے خیال میں یہ بات حالات و حقائق کے خلاف ہے۔ اسی طرح اشتراکیت کے متعلق یہ کہنا کہ اس سے: "مسلم دنیا کو تقویت ملی ہے (اور) وہ اپنی جدوجہد آزادی کو تیز کر سکی ہے" غلط فہمی پر مبنی ہے، بلکہ اشتراکیت کے بارے میں تو مصنف کے خیالات میں تضاد بھی ملتا ہے۔ ایک جگہ تو وہ لکھتے ہیں کہ: "اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اشتراکیت سے اسلام کو کوئی خطرہ ہے؟ یقیناً ہمیں اس سے کوئی خطرہ نہیں